آدم خور پرندے
پاک سوسائٹی
ڈاٹ کام
HAMEED

ناشر چوہدری محمد یونس

پرنٹر ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصر میں ایک تاجر رہتا تھا۔ وہ بڑا مالدار تھا۔
اُس کے چالیس اونٹ تھے جن پر وہ مال تجارت
لاد کر دوسرے ملکوں کو جاتا تھا۔ ایک بار وہ
مصر سے مکہ کی طرف چلا۔ اُس کے ساتھ دس
غلام اور چالیس اونٹ تھے۔ وہ خود سب سے
اگلے اونٹ پر سوار تھا جبکہ غلام پچھلے اونٹوں
پر آرہے تھے۔ پورے ایک ماہ کا سفر تھا۔
اس لئے پانی اور راشن کا کافی ذخیرہ ساتھ
لے لیا گیا تھا۔ کچھ روز چل کر تاجر کو خیال
آیا کہ کیوں نہ اس بار دوسرے راستے سے مکہ
پہنچا جائے۔ اس طرح وہ مدینہ کی زیارت بھی

کرتا جائے گا۔

اُس نے اپنے اونٹ کا رُخ مدینہ والے راستے
پر موڑ دیا۔ اس راستہ پر تاجر کا یہ پہلا سفر تھا۔
دو دن بعد ان کا قافلہ ایک ریگستان میں داخل ہوا۔
تاجر کو معلوم نہیں تھا کہ اس طرف کوئی ریگستان بھی
ہے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ بہت جلد صحرا کی ریت
گرم ہو کر اُن کے جسموں کو جھلسانے لگی۔
صحرا بُری طرح تپ رہا تھا اور دُور دور تک کسی
نخلستان کا پتہ نہ تھا۔ ہر طرف ریت ہی ریت
تھی۔ ریت جب اڑ کر اُن کے جسم کے کھلے
حصوں پر پڑتی تو انھیں یہ محسوس ہوتا جیسے گرم
گرم سوئیاں چبھ رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر
میں اُن کی بُری حالت ہو گئی۔ گرمی سے بچنے کے
لئے انہوں نے اپنے کپڑے پانی میں تر کر لئے
مگر چند منٹ میں کپڑے سوکھ گئے اور پہلے جیسا

حال ہونے لگا۔

ریگستان تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔
خدا جانے کتنا طویل ریگستان تھا۔ تاجر کو اگر علم
ہوتا کہ اِدھر طویل اور لامحدود ریگستان ہے تو وہ
کبھی اِدھر نہ آتا۔ پچھلے پہر سورج مغرب کی طرف جھکنے
لگا تو گرمی کی شدت میں کچھ کمی ہونے لگی۔ شام ہوتے ہی
وہ قافلہ روک کر اونٹوں سے اُترے اور ریت پر گر
پڑے۔ ریت اب ٹھنڈی ہو رہی تھی۔ پانی کے مشکیزے
اونٹوں سے اتارے گئے۔ سب نے ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا۔
تاجر نے غلاموں سے کہا۔

"سفر رات کو بھی جاری رہے گا تاکہ ہم جلد از جلد
اس منحوس ریگستان سے نکل جائیں۔"

"سردار۔ ہم تو بہت تھک گئے ہیں اس لئے کم از کم
آدھی رات تک تو آرام کر دو۔ آدھی رات کے بعد چل
پڑیں گے۔" ایک غلام نے کہا۔

اگرچہ تاجر کی مرضی نہیں تھی کہ ابھی سے چل دینا چاہیے مگر اُسے اپنے
غلاموں کا مطالبہ ماننا پڑا۔ وہ خود بھی تھکا ہوا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد
وہ صحرا کی ٹھنڈی ریت پر دریاں بچھا کر لیٹ گیا۔ جلدی اُنہیں
نیند نے آلیا۔ اور وہ گروہ ہوش سے بے خبر ہو گئے۔ اب صحرا میں
صرف اونٹ ہی جاگ رہے تھے۔

آدھی رات کے وقت پروں کی پھڑپھڑاہٹ سُن کر ان کی آنکھ
کھل گئی۔ وہ آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف
دیکھنے لگے۔ چاند کی روشنی میں انہیں کچھ بلندی پر بڑے بڑے
پرندے اُڑتے نظر آئے۔ اُن کی پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنسان
صحرا میں گونج رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہے تھے۔ تاجر
اور اُس کے غلام حیران ہوئے کہ یہ کیسے پرندے ہیں جو رات کو بھی
اُڑتے رہتے ہیں۔ اب پرندے ان کے سروں پر پہنچ گئے تھے۔

اُن پرندوں کو قریب سے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئے۔ پرندے
بڑے عجیب و غریب تھے۔ اُن کی جسامت گِدھ کے برابر تھی مگر ان کے
چار پاؤں تھے۔ اور چونچ کم از کم ایک فٹ لمبی تھی۔ بگلے سے
بھی لمبی چونچ والے اُن پرندوں کے چاروں پاؤں شیر کے پنجوں
کی طرح نوکیلے اور مڑے ہوئے ناخنوں والے تھے اور ماتھے پر دو
دو آنکھیں انسانی آنکھوں جیسی تھیں مگر تھیں بڑی ڈراؤنی اور
انگاروں کی طرح سُرخ۔

ابھی وہ اُن پرندوں کو حیرت و خوف سے دیکھ رہے تھے
کہ اچانک ان میں سے ایک پرندہ ایک غلام پر جھپٹا۔ دوسرے ہی
لمحے غلام کی اذیتناک چیخ گونج اُٹھی۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے
چیخ رہا تھا۔ تاجر جلدی سے اس کے پاس پہنچا۔ ہاتھ ہٹا کر دیکھا
تو اُس بے چارے کی دونوں آنکھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ پرندے کے
نوکیلے پنجوں نے اُس کی دونوں آنکھیں نکال لی تھیں۔ اسی وقت دو پرندوں
نے بیک وقت دو غلاموں پر جھپٹا مارا اور وہ دونوں بھی چیخ
اُٹھے۔ پرندے اُن کے جسموں سے بوٹی نوچ کر لے گئے تھے۔

پھر تو وہ پرندے بار بار حملے کرنے لگے۔ وہ یقیناً آدم خور تھے۔
ہر حملے میں وہ ایک دو آدمیوں کی بوٹیاں نوچ کر لے جاتے تھے۔
تاجر نے تلوار نکال رکھی تھی۔ اور اُسے اپنے سر پر مسلسل گھما رہا تھا۔

جس کی وجہ سے کوئی پرندہ اس کے قریب نہیں آرہا تھا۔ تاجر نے
سوچا کہ اگر کچھ دیر اور پرندے رہے تو اُس کے سارے غلام مر
جائیں گے اور وہ اکیلا ہی ریگستان میں بھٹکتا رہے گا۔
یہ سوچ کر اس نے کمان لی اور ترکش سے تیر نکال کر
کمان میں جوڑا۔ پھر جونہی ایک پرندہ اُس کی زد میں آیا اُس نے تیر
چھوڑ دیا۔ تیر سیدھا ایک پرندے کے پیٹ میں لگا اور وہ
پھڑپھڑاتا ہوا ریت پر آگرا۔ اس کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی
پرندوں پر تیر چلانے شروع کر دیے۔ مگر کسی کا بھی نشانہ صحیح نہ تھا۔
دوسرا پرندہ بھی تاجر کے تیر سے گرا اور باقی پرندے مُڑ کر کسی طرف
چلے گئے۔ پرندوں سے چھٹکارا پانے کے بعد تاجر نے اپنے ساتھیوں
کا جائزہ لیا۔ وہ سب زخمی تھے۔ ایک آدمی دونوں آنکھوں
سے محروم ہو چکا تھا۔ باقی لوگوں کے جسموں سے گوشت نچا ہوا
تھا۔ تاجر مرہم پٹی کا سامان ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا۔ اُس نے
اُن سب کے زخموں پر مرہم لگا کر پٹیاں باندھ دیں۔
اگرچہ انہوں نے آدھی رات کے بعد سفر شروع کرنا تھا مگر

اس خونریز واقعہ کے بعد زخمیوں کا صبح تک آرام کرنا ضروری
تھا۔ صبح پانچ بجے سورج نکلنے سے دو گھنٹے پہلے انہوں نے
سفر دوبارہ جاری کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ٹھنڈے وقت میں کچھ
فاصلہ طے کر لیا جائے۔ دوپہر تک جوں توں کر کے انہوں نے سفر کیا
مگر پھر اُن کی قوتِ برداشت جواب دے گئی۔ اونٹوں کو ٹھہرا کر
وہ نیچے اُترے اور جس طرف اونٹوں کا سایہ پڑ رہا تھا اُس
طرف آکر کھڑے ہو گئے۔ مگر اس طرح بھی چین نہ آیا۔ اُن کے
پاؤں کے نیچے گرم ریت تھی اور اوپر جلتا ہوا سورج۔ تاجر
سخت پریشان تھا کہ کیا کرے۔ اپنے ساتھیوں کو اس قیامت
کی گرمی اور تپش سے کس طرح محفوظ رکھے۔ آخر اس نے غلاموں
سے کہا۔

"پانی سے اپنے کپڑے بھگو لو۔"

ایک غلام نے عرض کیا۔ "جناب پانی اتنا فالتو نہیں کہ ضائع کیا جائے۔
خدا جانے یہ صحرائی علاقہ کتنے دنوں میں عبور ہو۔ اگر پینے کے لیے
بھی پانی نہ رہا تو سب پیاس سے مر جائیں گے۔" غلام کی بات

درست تھی۔ اس ریگستان میں اب تک انہیں کوئی نخلستان بھی نظر نہیں آیا تھا جہاں سے پانی ملنے کی امید کی جا سکتی۔ سورج مغرب کی طرف جھکنے لگا تو گرمی کی شدت میں بھی کمی ہونے لگی۔ ریت ٹھنڈی ہونے پر وہ ریت پر گر پڑے۔ اور کافی دیر تک یونہی پڑے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے پنیر کے ٹکڑے اور کھجوروں سے پیٹ بھرا۔ پانی پینے کے بعد تاجر نے ان سے کہا۔

"مجھے خطرہ ہے کہ آدم خور پرندے آج رات پھر حملہ کریں گے۔ اس لئے تم تیر کمانیں تیار رکھو۔ اور جونہی کوئی پرندہ نظر آئے اُسے مار ڈالو۔ اس کے علاوہ اپنے جسموں پہ چادریں لپیٹ لو۔ تاکہ پرندوں کے پنجوں سے تمہارے جسم محفوظ رہیں۔" غلاموں نے تیر کمان تو سنبھال لئے مگر چادریں نہ لپیٹیں۔ کیونکہ ہوا نہ چلنے کے سبب حبس بہت تھا۔ اور پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔

ابھی انہیں سوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ انہیں زمین ہلتی محسوس ہوئی۔ سب بوکھلا کر اٹھ بیٹھے کہ شاید زلزلہ آ گیا ہے۔ مگر جب چاند کی روشنی میں انہوں نے کچھ فاصلے پر ایک ٹیلہ دیکھا تو حیران رہ گئے۔ جب وہ سوئے تھے تو

اُس وقت وہ ٹیلہ وہاں نہیں تھا۔ مگر اب موجود تھا۔ دفعتاً انہوں نے محسوس کیا کہ وہ ٹیلہ متحرک ہے اور آہستہ آہستہ اُن کی طرف سرک رہا ہے۔ وہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تاجر نے غلاموں کو ہتھیار سنبھالنے کا حکم دیا اور انہوں نے کمانوں میں تیر چڑھا کر ٹیلے کی طرف رُخ کر لیا۔

اچانک ٹیلے میں سے آگ کا شعلہ نکلا۔ اُس شعلے کی تپش اتنی زیادہ تھی کہ ان کے کپڑے تک جھلس گئے۔ اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ وہ ٹیلہ دراصل کوئی ہیبتناک جانور ہے۔ جس کے منہ سے شعلے نکلتے ہیں۔ وہ لوگ چند قدم پیچھے ہٹ گئے۔ اسی لمحے انہیں آسمان پر اڑتے ہوئے آدم خور پرندے نظر آئے۔ وہ لوگ پریشان ہوئے کہ دوہری مصیبت میں پھنس گئے۔ اوپر پرندے اور نیچے آگ اگلنے والی ٹیلہ نما مخلوق۔ جائیں تو جائیں کہاں۔

اُن کے دیکھتے ہی دیکھتے پرندے نیچے اُتر آئے۔ پھر یہ دیکھ کر اُن کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں کہ پرندوں نے اُن پر حملہ کرنے کی بجائے حرکت کرنے والے ٹیلے نما جانور پہ حملہ بول دیا تھا۔ پرندوں کے منہ سے گدھوں کی طرح آوازیں نکل رہی تھیں۔

جبکہ انہیں ایک اور آواز بھی سنائی دے رہی تھی جو کسی بھینس کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ اور یہ آواز ٹیلے نما جانور سے نکل رہی تھی۔ اور یہ آواز ٹیلے نما جانور سے نکل رہی تھی۔ اُس جانور کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے اور جو پرندہ بھی ان شعلوں کی زد میں آتا، جل کر راکھ ہو جاتا۔ پھر آدم خور پرندوں نے دوسری چال چلی۔ وہ ٹیلے پر پشت کی طرف سے حملے کرنے لگے۔ اور ٹیلے میں سے اذیت ناک چیخیں خارج ہونے لگیں۔ تاجر اور اس کے غلام کچھ فاصلے پر کھڑے حیرت سے دنیا کی انوکھی جنگ دیکھ رہے تھے۔ جس کا انجام ان میں سے کسی کو معلوم نہیں تھا۔ وہ خوفزدہ نگاہوں سے آدم خور پرندوں کو ٹیلے پر حملہ آور ہوتے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یہ خدشہ بھی تھا کہ کہیں پرندے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیں۔

ٹیلے نما جانور کا سبزی مائل جسم لہولہان ہو رہا تھا۔ مگر اس کے منہ سے شعلے بار بار خارج ہو رہے تھے۔ شاید وہ کوئی آتشی جانور تھا۔ پرندوں کی تعداد زیادہ ہونے کے باوجود اس جانور کا پلہ بھاری تھا۔

اب تک کئی پرندے اس کے شعلوں سے جل چکے تھے۔ آخر میں صرف تین پرندے رہ گئے۔ اور وہ تینوں بھاگ نکلے۔ اونچی پرواز کرتے ہوئے وہ جلد ہی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

ٹیلہ نما آتشی جانور اب پھر اُن کی طرف حرکت کرنے لگا تھا۔ کچھ سوچ کر تاجر نے غلاموں کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے ٹیلے کا نشانہ لے کر تیر چھوڑ دیے۔ سارے تیر ٹیلے نما جانور کے جسم میں پیوست ہو گئے اور وہ رک گیا۔ اُس کے منہ سے مسلسل شعلے نکلتے لگے جیسے وہ کوئی آتش فشاں پہاڑ ہو۔ تاجر اور اس کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ اب وہ آتشی جانور ان کی طرف نہیں بڑھے گا۔ کیونکہ پورے دس تیر اس کے جسم میں پیوست تھے۔ اور وہ آدم خور پرندوں سے بھی زخمی ہو چکا تھا۔ مگر چند لمحوں بعد وہ جانور بڑی زور سے چنگھاڑا۔ اور پھر پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ تاجر اور اُس کے ساتھ زخمی جانور کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اور خوفزدہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ بھاگ لیا جائے۔ کیونکہ اُس جانور سے مقابلے کا کوئی فائدہ نہیں تھا جس پر تیر بھی اثر نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ ایک طرف بھاگنے لگے۔ اتنی دیر میں جانور اُن کے

اونٹوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر انہوں نے اونٹوں کی بلبلاہٹ سنی تو رک گئے اور مڑ کر دیکھنے لگے۔ ایک اونٹ جانور سے لڑ رہا تھا اور باقی صحرا میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

ابھی وہ اونٹوں کو پکڑنے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ مغرب کی طرف سے اُنہیں پرندوں کا ایک غول آتا دکھائی دیا۔ اس بار آدم خور پرندوں کی تعداد پچاس ساٹھ سے کم نہیں تھی۔ اور وہ اڑتے ہوئے چیخ رہے تھے۔ شاید وہ اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے آئے تھے۔ انہیں دیکھ کر تاجر خوش ہوا کہ اب اُس کے اونٹوں کی جان بچ جائے گی۔ خونی جانور نے بھی پرندوں کو آتے دیکھا تھا اور وہ اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ پرندوں کے غول نے آتے ہی ٹیلہ نما جانور پر حملہ کر دیا۔ آتشی جانور کے اگرچہ ہاتھ نظر نہیں آتے تھے مگر وہ بڑی بہادری سے پرندوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اُس کے منہ سے نکلنے والی شعلوں کی بوچھاڑ کی زد میں جو پرندہ آتا جلنے لگتا۔

تاجر نے انہیں لڑائی میں مصروف دیکھ کر غلاموں کو ساتھ لیا اور اپنے

اونٹوں کو اکٹھا کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد تمام اونٹوں کو اکٹھا کر کے ایک جگہ بٹھا دیا اور پھر وہ آدم خور پرندوں اور آتشی جانور کی جنگ دیکھنے لگے۔ اب آتشی جانور تھکا تھکا نظر آ رہا تھا۔ اُس کے منہ سے نکلنے والے شعلے اب مدھم پڑ گئے تھے۔ اس دوران تقریباً تیس پرندے بھی جل چکے تھے۔ اور اب صرف بیس پچیس پرندے نظر آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلہ نما جانور ختم ہو گیا اُس کے منہ سے شعلے نکلنے بند ہو گئے۔ پھر پرندے اس کے جسم پر بیٹھ کر منہ چلانے لگے۔ شاید وہ جانور کا گوشت کھا رہے تھے۔

ایک گھنٹے بعد وہاں جانور کا نام و نشان نہ تھا۔ آتشی جانور سے فارغ ہونے کے بعد پرندے اُڑے اور تاجر اور اُس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے۔ وہ پہلے ہی تیر کمان لئے ہوشیار تھے۔ جیسے ہی وہ اُن کے قریب آئے تاجر اور غلاموں نے تیر چھوڑ دیے۔ پہلے ہی پہلے دس پرندے نیچے آ گرے۔ دوسری بار تیر چلاتے پر دس پرندے اور ختم ہو گئے۔ باقی پانچوں نے فرار ہونے کی کوشش کی مگر ان میں سے بھی دو مارے گئے۔

پھر اسی وقت تاجر نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ ساری رات سفر جاری رہا۔ صبح کے وقت بہت دور انھیں درخت نظر آئے۔ اور انہوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ ان درختوں کے قریب پہنچے۔ وہ ریگستان سے باہر ایک تالاب کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ وہاں انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔ تالاب کے ٹھنڈے پانی میں غسل کر کے کھانا کھایا اور پھر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ آگے چل پڑے۔ اب مدینہ شریف کچھ فاصلے پر رہ گیا تھا۔ پھر شام تک وہ مدینہ شریف میں پہنچ گئے۔

ایک ماہ کے بعد واپس آتے وقت تاجر نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ کیونکہ وہ دوبارہ آدم خور پرندوں والے ریگستان میں نہیں جانا چاہتا تھا۔

(ختم شد)

قارئین اکرام تبدیلی بچہ نوٹ فرمالیں۔ ٹائیٹل پر بچہ درج ہے۔